ہندوستان بھر میں سکھوں آریوں میں تبلیغ کرنیوالا واحد اور اکیلا اخبار۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے دو روپیہ عا
ششماہی ہمعہ امرائے عظام سے
امتیازی قیمت پانچ روپیہ صمہ
ایسے احباب کے اسمائے گرامی سرپرستان
کی فہرست میں درج ہوں گے اس
کے علاوہ جو کچھ دیں وہ عطیہ
تصور ہوگا۔

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر
اسکی فضیلت بیان کرنا
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام
کو بچانا۔
(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ
سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔
(۴) حضرت بابا نانک رح کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں
پہنچانا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا
(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

قادیان دارالامان سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے

KHILAFAT LIBRARY

مورخہ ۳۔ اپریل ۱۹۱۷ء

جلد ۸ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وڈوان! | نمبر ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

اخبار نور قادیان

مؤرخہ ۳۔ اپریل سنہ ۱۹۱۷ء

خطرے کا الارم!

گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں اس امر پر کافی لکھ چکا ہوں کہ نواح فرخ آباد میں ایک مرجن پیدائشی مسلمان ہے رہ بنکر جیٹو بن لئے اور چوٹی رکھ لی۔ یہ امر بذات خود کچھ کم افسوس وہ نہ تھا۔ اور خیر خواہان ملت کی اشد توجہ کا محتاج تھا۔ کہاں تو وہ وقت کہ فوج در فوج لوگ اسلام میں شامل ہوں اور کہاں یہ حالت کہ مرجنوں برائے نام مسلمان ہی بھی اسلام سے روگردان ہو کر اس طرح ارتداد کی طرف قدم بڑھائیں۔ اور ہمارے احساس ذرہ بھی ٹس سے مس نہ ہوں۔ ہم نے اصلی حقیقت دریافت کرنے کے لئے اپنے ایک معزز و مکرم دوست کو فرخ آباد میں لکھا کہ جو آریہ اخبارات میں ۱۲ کس پیدائشی مسلمانوں کی شدھی کا اعلان ہوا ہے۔ اس کی اصلیت سے آگاہ کریں تو ہمارے اس دوست نے یہ لکھا کہ:۔

میں دورہ پر تھا اس لئے وہ امورات جو آپ نے دریافت فرمائے ہیں انکی بابت تفتیش نہ کر سکا۔ مجھے افسوس ہے کہ جن حضرات سے میں نے استدعا کی تھی کہ وہ اس معاملہ میں تحقیقات کریں انہوں نے ابتک کچھ نہیں کیا (یہ ہے مسلمانوں کی سستی کا عالم)
آج میں پھر دورہ پر جاتا ہوں واپسی پر انشاء اللہ تعالےٰ کافی طور سے خود تحقیقات کرونگا۔ جو حالات اس وقت تک مجھے معلوم ہوئے ہیں وہ بالکل ناکافی ہیں۔ اسلئے وہ تفصیل سے بیان نہیں کر سکتا۔ مجملاً یہ ہیں۔ جو لوگ ۱۷ دسمبر کو آریہ بنے ہیں وہ کسبی لوگ ہیں۔ فرخ آباد کے رہنے والے نہیں ہیں۔ کچھ نزد کے علاقے کے رہنے والے ہیں۔ اور ایک شخص مین پوری کے علاقہ کا ہے۔ نام بنام ان کے سکونت اور پتہ سے مجھے ابھی تک علم نہیں ہوا۔ آئندہ بعد تحقیقات عرض کرونگا۔
یہاں ایک انجمن رفیق الاسلام قائم ہے سالانہ بڑی دھوم دھام سے جلسے کرتی ہے مگر افسوس کہ وہ ان شدھ ہونے والوں سے بیخبر ہے۔ اس ضلع میں کثرت سے ایسے دیہات ہیں جن میں نو مسلموں کی آبادی ہے یہاں کی انجمن کافی طور سے ایسے دیہات میں واعظوں کا انتظام نہیں کر سکتی۔ ان کے

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام حافظ منشو الدین صاحب شیخ محمد یوسف نے چھپوا کر قادیان سے شائع کیا۔

سفیر صرف ایسے ہی گاؤں میں جاتے ہیں۔ جہاں سے چندہ وصول ہونے کی توقع ہو۔ رسمی طور سے اسلام سے آگاہ ہوں۔ اور ایسے دیہات میں جہاں بالکل جاہل ہیں۔ کوئی نہیں جاتا

اُن کی طبیعتیں آریہ ہونے کی طرف مایل ہیں تمام رسومات ہندوانہ ہیں۔ اور نام درشن سنگھ جواہر سنگھ وغیرہ ہیں"

اس خط کو پڑھکر ہمارے تعجب اور حیرت کی کوئی حد نہ رہی کہ مسلمانوں کی انجمنیں سوائے چندہ جمع کرنے کے اور کچھ نہیں جانتیں۔ کوئی مرے کوئی جیوے ان کی بلا سے۔ انکی طرف سے خواہ سب کے سب مسلمان آریہ بنجائیں مگر ان کے چندہ میں کوئی ہرج نہ ہونا چاہیئے یہ کس قدر رنج نہیں نہیں ڈوب مرنیکا مقام ہے کہ وہاں کی انجمن یہ دیکھتی ہوئی۔ کہ اس طرح برائے نام مسلمان ارتداد کے گڑھے میں جارہے ہیں۔ اور یہ جانتی ہوئی کہ ان کی طبیعتیں آریہ ہونے کیطرف مایل ہیں۔ ان کے تمام رسومات ہندوانہ ہیں۔ ان کے نام درشن سنگھ اور جواہر سنگھ وغیرہ ہیں۔ مگر کیا مجال کہ اس علاقہ کی انجمن اسلامیہ اپنے کسی واعظ کو ایسے نومسلموں کے گاؤں میں انہیں حقیقت اسلام سے آگاہ کرنے کے لئے بھیجے۔ ہاں جس جگہ سے روپیہ اور چندہ ملنے کی امید ہے۔ وہاں حضرات واعظین اور انجمن کے کل ممبر فوراً سے پانچ منٹ پہلے پہونچنے کے لئے تیار رہوں گے۔ حالانکہ وہ اپنی ہمسایہ قوم آریہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے واعظین کس طرح اور کس تیزی سے ایسے نومسلموں کے گاؤں میں پہنچتے ہیں۔ اور کن کن حیلوں سے انہیں اسلام سے برگشتہ کرتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو روپیہ کی ضرورت نہیں ہے کیا ان لوگوں کا دل روکھی سوکھی روٹی کی بجائے مرغن کھانے کھانے کو نہیں چاہتا۔ کیا وہ آرام طلبی کے خواہشمند نہیں ہیں اور ضرور ہیں۔ مگر وہ اپنی دھن کے پورے ہیں۔ اپنے مدعا کو حاصل کرنے کے لئے وہ سب سکھ اور آرام و اسائش کے سامانوں کو ترک و قربان کرنے کے لئے ہر وقت امادہ اور تیار رہتے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ ایسے نومسلموں کو جنکو ہمارے بزرگان اسلاف نے جلتی بلتی ریت میں پڑ کر نہایت جاں فشانی اور سرفروشی سے اور اپنے ہزارہا مصائب اور قسم قسم کی تکالیف برداشت کرکے انہیں کلمہ توحید پڑھایا تھا۔ مگر آج یہ نومسلم محض ہماری لاپرواہی اور سستی کی وجہ سے اسلام جیسے مطہر اور پاکیزہ مذہب سے برگشتہ ہوکر چوٹی رکھ رہے اور جنیو پہن رہے ہیں۔ مگر ہمارے احساس ٹس سے مس نہیں ہوتے اے انجمنوں کے ناظمو تم اپنے بزرگوں کو روز قیامت کیا منہ دکھلاؤ گے۔ کہ جن لوگوں کو آپنے جان فشانی سے اور سرتوڑ کوشش اور جلتی بلتی ریت میں رہ کر کلمہ توحید پڑھایا تھا۔ ان کو ہم نے محض اپنی سستی اور لاپرواہی سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی جگہ "گنی میٹری پرو تم" کا کلمہ پڑھایا۔ اور ان سے نماز اور روزہ چھوڑوا کر چوٹی اور جنیو پہنایا۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی حلقہ بگوشی سے الگ کرکے اس پیارے رسول کا دشمن بنادیا۔ وہ لوگ جو آج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں احسانات کو یاد کرکے حضور کی ذات والا صفات میں رطب اللسان تھے محض ہماری لاپرواہی اور سستی کی وجہ سے وہی لوگ کل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا باعث فخر اور ثواب سمجھیں۔ افسوس افسوس افسوس !!!

اے اسلامیہ انجمنوں کے پریذیڈنٹو سکریٹریو تلاؤ کہ تم روز محشر اپنے بزرگوں کو کیا منہ دکھلاؤ گے کہ اسلام جسکو پودہ کی جڑوں کو آپنے اپنا خون سینچ کر پاتال تک پہنچا دیا تھا گرہم ایسے سپوت پیدا ہوئے کہ خود اپنے ہاتھوں سے تبر چلاکر اس پودہ کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ آہ افسوس !!!

ایک وہ تھے جنہیں تصویر بنا آتی تھی !
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

جس معزز دوست کا خط اوپر درج کیا گیا ہے۔ ہم نے آج ہی ان کو لکھ دیا ہے کہ ان نومسلمین اسلام سے ناواقف مسلمانوں کو سب سے پہلے آریہ مذہب کی حقیقت سے آگاہ کرنا چاہیئے۔ اور میرا اس پر ایمان ہے کہ اگر ان بھولے بھالوں کو آریہ مذہب کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے تو یہ انشاء اللہ تعالےٰ ہرگز ہرگز آریہ دھرم کی طرف رخ بھی نہیں کرینگے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ غیر احمدی مولوی اور واعظین ان خام عقیدہ نومسلموں کو آریہ مذہب سے آگاہ اور اسلام کی خوبیوں سے بہرہ ور کریں تو

ایں خیال ست و محالست و جنوں

والا معاملہ ہے۔ ہائے ہائے ہم ان لوگوں سے کیا توقع کرسکتے ہیں جو اپنے سامنے دیکھتے ہیں کہ ہمارے باغ میں آگ لگ رہی ہے مگر وہ بجائے اس کے کہ آگ کو بجھانے کی کوشش کریں۔ الٹا انگیٹھیاں موند کر اور اپنی بے پرواہی اور بے فکری سے اس جلتی آگ پر تیل ڈال رہے ہیں۔ آہ کس قدر رنج اور افسوس کی بات ہے کہ وہاں کی مقامی انجمنوں کے سالانہ اجلاس دھوم دھام سے ہوں مگر ان کے واعظین آئیں اور حلوہ مانڈے کھاکر چلتے بنیں اور انجمنوں کے سکرٹری وغیرہ صرف چندہ ہی جمع کرنا اپنے جلسہ کی اعلیٰ کامیابی سمجھیں۔ ان کی بلا سے اگر تمام مسلمان آریہ بن جائیں بنتے پھریں۔ ان کا صندوق چندہ سے پر ہوجانا چاہیئے۔ بس یہی ان کی کامیابی ہے۔ اور یہی انکو جلسہ کی ترقی ہے اور رونق کا معیار ہے آہ ان کی بلا سے اگر گانوں کے گانوں نومسلموں کے آریہ بنیں اور شوق سے بنیں مگر یہ انجمنیں اپنے

واعظین کو ان گانوں میں بھیجیگا۔ جہاں سے کچھ چندہ وصول ہونیکی امید ہو ایسے گاؤں میں ان کے واعظین قطعاً نہیں جائینگے جہاں خام عقیدہ مسلمان آباد ہیں۔ اور ان کے سر پر آریہ ایڈیشنک منڈلا رہے ہوں۔ کیونکہ وہاں تو انہیں قطعاً روپیہ وصول ہونیکی امید نہیں ان کا محبوب تو پیسہ ہے۔ نہ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف بلانا۔ آہ!

بھٹ پڑے ایسا سونا جس سے ٹوٹیں کان

مگر یاد رکھو وہ لوگ جنہوں نے اپنا محبوب پیسہ کو بنا لیا ہے۔ روز قیامت سونا اور چاندی گلا کر ان لوگوں کے منہ میں ڈالا جائے گا۔ اس لئے یہ خیال کرنا کہ یہ روپیہ کے پوجاری اشاعت اسلام کی طرف توجہ کرینگے۔ یا بھولے بھٹکے نومسلموں کو راہ راست پر لا دینگے۔

"ایں خیالست و محالست و جنوں"

ہاں اگر توجہ کرے گی تو یہ مٹھی بھر احمدی جماعت ہی جو اشاعت اسلام کے لئے اپنے پہلو میں ایک بیچین دل رکھتی ہے۔ جسکا اٹھنا بیٹھنا اور سونا جاگنا خدا کے فضل سے سب اشاعت اسلام کے لئے ہی ہے۔ سو میں اس وقت دو تجویزیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ایک یہ کہ میں تین چار سو ٹریکٹ آریہ مذہب کے متعلق بھیجدوں اور آپ ان خام عقیدہ نومسلموں میں تقسیم کردیں اور ان ٹریکٹوں کو پڑھکر انشاء اللہ تعالےٰ کم از کم وہ آریہ ہونے کا تو نام نہیں لینگے۔ مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی باہمت آدمی ان میں تقسیم کرے۔ اور نیز وہ لوگ اردو سمجھیں

اگرچہ نور کے کمزور فنڈ میں تین چار صد مفت ٹریکٹوں کی گنجایش نہیں ہے۔ مگر اشاعت اسلام کیلئے جب ہمیں اپنا تن من دھن نثار کرنیکے لئے بھی دریغ نہیں تو تین چار صد ٹریکٹ کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ لوگ اردو نہ سمجھ سکیں تو پھر ایک اور تجویز ہے کہ اگر یہ لوگ ہندی اور ناگری جانتے ہوں۔ تو ہمیں ناگری میں ہی آریہ دھرم کے متعلق ٹریکٹ لکھکر ان خام عقیدہ نومسلموں میں کثرت سے تقسیم کر دینے چاہئیں اور جب تک یہ بات نہ ہو ہمیں فی الفور ایک اور تجویز پر عمل کرنا چاہیئے۔ وہ یہ کہ اس علاقہ میں ایک جلسہ کیا جائے۔ اور ایسے خام عقیدہ نومسلموں کو خاص اہتمام کیساتھ اس جلسہ میں مدعو کیا جاوے۔ اور اس جلسہ میں خاکسار کے آریہ مذہب کے متعلق تین چار لیکچر ہو جائیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ جو لوگ بھی ان لیکچروں کو سن پائینگے۔ وہ ہرگز ہرگز اور قطعاً قطعاً آریہ ہونیکا تو نام نہ لینگے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ میں اپنے کرایہ پر آؤنگا۔ اور اپنے کرایہ پر جاؤنگا۔ کسی پر ایک پیسہ کا بوجھ نہیں ڈالونگا۔ ہاں جلسہ کا اہتمام کرنا اور خصوصیت سے ایسے خام عقیدہ نومسلموں کو مدعو کرنا یہ وہاں کے مقامی لوگوں کا فرض ہوگا۔

اب دیکھیں اس مخلص دوست کیطرف سے کیا جواب آتا ہے۔ ابھی یہ ۱۲-پیدائشی مسلمانوں کے اسلام سے برگشتہ ہو کر آریہ بن جانیکی خبر تازہ ہی تھی کہ آج ہم نے ایک آریہ اخبار میں یہ دل سوز خبر پڑھی۔

KHILAFAT LIBRARY

مہاشہ شانتی سروپ جی سابق محمد علی رض ایڈیشنک شدھی مبلغ فرخ آباد لکھتے ہیں۔

"میں جونپور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر گیا تھا۔ وہاں شاہی مسجد میں دو دن متواتر گفتگو ہوتی رہی۔ حاضری ہزاروں کی تعداد میں ہوتی تھی۔ اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا۔ اور سات مسلمان ۹ فروری ۱۹۱۷ء کو شریمان پرتاب نرائن وکیل پردھان آریہ سماج جونپور کے مکان پر شدھ ہوئے۔ ان کے مسلمان نام یہ تھے:۔ نصیبن۔ رسولن۔ حفیظن شریفن۔ اللہ بندی۔ عبداللہ۔ رسول۔

ہم نے جونپور میں ایک دوست کو لکھ دیا ہے جو کچھ جواب آئیگا وہ درج اخبار کر دیا جائیگا۔ مگر ہماری حیرانی اور تعجب نہیں نہیں حیرت اور ششدر رہنے کی کوئی حد نہ رہی۔ جب ہم نے پیغام صلح میں بارہ مسلمان آریہ ہو گئے کے عنوان کے ماتحت یہ دل سوز الفاظ پڑھے۔

مسافر آگرہ کی یہ خبر خدا جانے کہاں تک سچ ہے کہ فرخ آباد میں بارہ نفوس دین فطرت کو چھوڑ کر آریہ مذہب میں جا داخل ہوئے۔

نہیں معلوم فرخ آباد کی اسلامیہ انجمن کہاں سو رہی ہے اور کیوں ان باتوں پر جو آئے دن ان علاقجات میں واقعہ ہوتی رہتی ہیں نوٹس نہیں لیتی۔ کیونکر اسلام اور مسلمانوں کی یہ رسوائی اور بے وجہ ذلت انہیں پسند ہے اس قدر نفوس کا دین اسلام کے حلقہ اطاعت سے نکلکر کسی دوسرے دین میں چلا جانا ان تماشا دیکھنے والوں کیلئے بھی کیا کچھ موجب گناہ نہیں صرف اپنی اور اپنے دین کی ذلت ہی نہیں۔ بلکہ اپنے بھائی بندوں کو اس طرح سے نار جہنم میں جاتے ہوئے دیکھ کر بھی ان کے بچاؤ کی صورت نہ کرنا بتاؤ تمہاری عاقبت کو کسقدر سنوارنے والا ہے۔ بہتر ہو کہ اگر خود کچھ کر سکتے تو ایسے موقعہ پر دوسرے قابل مسلمانوں سے ہی کوئی مدد لے لی جایا کرے۔ لیکن افسوس ہے کہ پیچھے بھی ایک دو مواقعہ پر باوجود ہمارے پیشتر سے متنبہ کر دینے کے کسی نے کوئی توجہ نہ کی۔ اور اب بھی امید نہیں کہ وہاں کے مسلمان کہلانیوالوں کے کانوں پر جوں تک بھی رینگے

اس لئے ضرورت ہے کہ دوسرے اہل دل مسلمان اس طرف متوجہ ہوں۔ اور اس علاقہ میں غیر مذاہب بالخصوص آریہ سماج کی آئے دن کی کامیابہ کوششوں کے مقابلہ میں اسلام کی امداد میں ساعی ہوں

یاایھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم۔ مسلمانو اگر تم دین الٰہی کی امداد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری

دوڑے گا۔ اور تمہارے قدموں کو مضبوط کرے گا۔

KHILAFAT LIBRARY

دوست حیران ہوں گے کہ میں نے پیغام صلح کے اس نوٹ پر حیرانی ظاہر کیوں کی۔ مگر جب آپ لوگ اصلی حقیقت سے آگاہ ہوں گے۔ تو آپ مجھ سے بھی اس خیر خواہ اسلام پر زیادہ حیران اور ششدر رہ جائینگے۔ کہ یہ اخبار ایک ایسی انجمن کا آرگن ہے۔ جسکا نام پوری ایک سطر میں آتا ہے یعنے :-

انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور

اس انجمن نے اپنی سالانہ رپورٹ ظاہر کیا تھا۔ کہ اسے گذشتہ سال میں ۳۲ ہزار روپیہ چندہ آیا۔ ۳۲ ہزار کی رقم منہ سے کہہ لی جاتی ہے۔ اب قابل غور یہ سوال ہے کہ اس کے مقابلہ میں یہ انجمن کام کیا کر رہی ہے پہلے اس نے یقین دلایا تھا کہ اشاعت الاسلام کالج کھولا جائیگا۔ نہ صرف کھولا جائیگا بلکہ کھول دیا گیا۔ اور اس میں طلبا کو خصوصیت سے الگ الگ مذہب میں ٹریننگ کیا جاتا ہے کہ کسی کو آریہ مذہب کے لئے کسی کو سکھ مذہب کیلئے اور کسی کو عیسائی مذہب کے لئے وغیرہ وغیرہ۔

خدا بہتر جانتا ہے کہ یہ خبر پڑھکر ہمارے دل میں خاص خوشی ہوئی کہ شکر ہے ہمارے دوست وہ کام کرنے لگے ہیں۔ جسکی آج کل اشد ضرورت ہے اور اس وقت ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب ہم نے مکلوڈ روڈ پر ایک وسیع کوٹھی کے شان دار دروازہ پر نہایت ہی موٹے حروف میں

اشاعت اسلام کالج لاہور

لکھا ہوا دیکھا۔ سائن بورڈ اس قدر موٹا تھا کہ ٹھیک آدھ میل سے نظر آتا تھا۔ اور خواہ مخواہ راہگیروں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ ہم نے بھی اندر جاکر کالج کا کمرہ دیکھا۔ بلیک بورڈ اور ڈسکوں کی سجاوٹ کی وجہ سے ٹریننگ کالج لاہور کے کمروں کو بھی مات کر رہا تھا۔ مگر بجائے طلباء کے صرف بیسز کرسی بلیک بورڈ اور ڈسکوں کی سجاوٹ ہی تھی۔ آخر ہم نے حاضری کا رجسٹر دیکھا تو اس میں ڈھائی تو ڈیڑھ فتح آباد کا نظارہ پایا۔ صرف پانچ طلباء کے نام درج تھے۔ اس میں بھی عرصہ سے تین غیر حاضر اور دو حاضر۔

پروفیسروں کے متعلق دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ صرف مولنا محمد علی صاحب ہی اپنے قیمتی وقت سے آدھ گھنٹہ دیتے ہیں۔ اور کوئی پروفیسر نہیں ہے۔ ہمارا ماتھا اس وقت بے طرح ٹھنک گیا کہ یہ سب اونچی دوکان پھیکا پکوان والا ہی فسانہ ہے۔ مگر اس بات نے ہمیں ڈھارس دی کہ ابھی ابتدا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ کچھ عرصہ کے بعد سب ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔ مگر ہماری حیرانی اور تعجب کی کوئی حد نہ رہی کہ ایک سال کے بعد اشاعت اسلام کالج کا نمائشی سائن بورڈ اتار کر پرے پھینک دیا۔ اور کالج کے اس نمائشی کمرہ کو ہمیشہ کے لئے تالا لگا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آخر حقیقت کے سامنے نفع زیادہ دیر کے لئے نہیں ٹھہر سکتی۔ ایک سال کے بعد ہی یہ امر اظہر من الشمس ہو گیا کہ یہ سب ہاتھی کے دانت ہی تھے۔ اگر کالج کے لوٹ جانے کے بعد اور کوئی اشاعت اسلام کا کام کیا جاتا تو بھی غنیمت تھا۔ کیونکہ ۳۲ ہزار کی سالانہ آمدنی جس انجمن کو ہو وہ کیا نہیں کر سکتی۔ اور پھر جبکہ اس کے سب عہدے دار آنریری ہوں۔ اب حیرانی ہے کہ یہ پبلک کا ۳۲ ہزار روپیہ جاتا کہاں ہے۔ جب ان کے واعظین کے سلسلہ کو دیکھا جاتا ہے تو وہاں بھی ہمیں صفر ہی نظر آتا ہے۔ لے دیکر ایک "مرہم عیسیٰ" ہے۔ وہ آریہ یا عیسائی اور سکھ مذہب سے قطعی ناواقف ہے۔ البتہ ہم قادیان رہنے والوں کو بے نقط گالیاں سنانے میں اس بھلے لوگ نے بیشک اعلیٰ کمال حاصل کر لیا ہے۔ کہ دشنام دہی میں کوئی ان پڑھ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لے دے کر اس کو بھی شاید منشی تنخواہ دیتے ہوں۔ کیونکہ آخر یہ سمجھدار جماعت ہے خوب جانتی ہے کہ گالیوں کا معاوضہ تیس روپیہ ماہوار سے اور کیا زیادہ ہو سکتا ہے۔ ذرا انجمن اشاعت السلام اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتلائے کہ وہ اشاعت اسلام کا کیا کام کر رہی ہے۔ کیا اپنے بھائیوں کو گالیاں اور بے نقط سنانا اگر اشاعت اسلام اسی کا نام ہے تو لعنت ہے ایسی اشاعت اسلام پر خدا کے لئے یہ انجمن اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتلائے کہ آریوں سکھوں عیسائیوں میں اشاعت اسلام کے لئے اس نے کون سا مبلغ رکھا ہے اگر ایک بھی مبلغ یہ غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے رکھتی اگرچہ جس انجمن کو سالانہ ۳۲ اور ۳۵ ہزار کی آمدن ہو۔ اور جس پر خرچ کچھ بھی نہ ہو سب عہدہ داران آنریری ہوں۔ چاہیئے ایسی انجمن غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے درجنوں مبلغین رکھتی۔ مگر ہماری حیرانی اور حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ غیر مذاہب میں تبلیغ کے لئے ایک بھی مبلغ نہیں رکھا۔ اب پیغام صلح کے ایڈیٹر کا یہ لکھنا کہ :-

فرخ آباد میں بارہ نفوس دین فطرت چھوڑ کر آریہ ہو گئے۔ نہیں معلوم فرخ آباد کی اسلامیہ انجمن کہاں سو رہی ہے۔ اور کیوں ان باتوں پر جو آئے دن وقوع میں آتی رہتی ہیں اس پر نوٹس نہیں لیتی۔ کیونکہ اسلام کی یہ رسوائی اور بے حد ذلت انہیں پسند ہے۔ اسقدر نفوس کا دین اسلام کے حلقہ اطاعت سے نکلکر دوسرے دین میں چلے جانا ان تماشا دیکھنے والوں کے لئے کچھ موجب گناہ نہیں یہ صرف اپنی اور اپنے دین کی ذلت ہی نہیں بلکہ اپنے بھائی بندوں کو اس طرح سے نار جہنم میں جاتے ہوئے دیکھنا اور ان کی بچاؤ کی کوئی صورت نہ کرنا بتاؤ تمہاری عاقبت کو کسقدر سنوارنے والا ہے۔ بہتر ہو کہ اگر خود

کچھ نہیں کر سکتے تو ایسے موقعہ پر دوسرے قابل مسلمانوں سے ہی کچھ مدد لے لی جایا کرے لیکن افسوس ہے کہ پیچھے بھی ایک دو موقعہ پر باوجود ہمارے متنبہ کر دینے پر کسی نے کوئی توجہ نہ کی اور اب بھی معلوم نہیں کہ وہاں کے مسلمان کہلانے والوں کے کانوں پر جوں تک رینگے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ دوسرے اہل دل مسلمان اس طرف متوجہ ہوں اور اس علاقہ میں غیر مذاہب بالخصوص آریہ سماج کی آئے دن کی کامیاب کوششوں کے مقابلہ میں اسلام کی امداد میں ساعی ہوں۔

یاایھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم اگر تم دین الٰہی کی مدد کروگے تو اللہ بھی تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کریگا"

بہتر ہوتا کہ اس کی بجائے پیغام صلح کا محرر یہ لکھتا:۔ کہ مسافر آگرہ کی یہ خبر خدا جانے کہاں تک سچ ہے۔ کہ فرخ آباد ۱۲ نفوس دین فطرت کو چھوڑ کر آریہ مذہب میں جا داخل ہوئے۔ نہیں معلوم لاہور کی انجمن احمدیہ جو محض اشاعت اسلام کا دم دیگر لوگوں سے چوبیس ۲۴ پینتیس ہزار سالانہ بٹور لیتی ہے کس نیند سو رہی ہے اور کیوں ان باتوں پر جو آئے دن مختلف علاقجات میں واقعہ ہوتی رہتی ہیں نوٹس نہیں لیتی۔ کیونکہ اسلام اور مسلمانوں کی یہ رسوائی اور بے وجہ ذلت اسے پسند ہے اس قدر نفوس کا دین اسلام کے حلقہ اطاعت سے نکلکر کسی دوسرے دین میں چلے جانا لاہور کی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام جو اشاعت اسلام کا دم دیکر لوگوں سے ۳۴ و ۳۵ ہزار سالانہ چندہ اکٹھا کرتی ہے اس تماشا دیکھنے والی اشاعت اسلام کی مدعی انجمن کی ذلت ہی نہیں۔ بلکہ اپنے بھائی بندوں کو اس طرح نار جہنم میں جاتے ہوئے دیکھنا اور ان کے بچاؤ کی صورت نہ کرنا۔ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور جو اشاعت اسلام کے بہانہ سے لوگوں سے معقول رقم حاصل کرتی ہے کل عاقبت کو کس قدر سنوار رہے ذرا سوچنا چاہیے۔ بہتر ہو کہ اگر انجمن کے پاس کوئی کام کرنیوالا آدمی نہیں ہے تو ایسے موقعہ پر دوسرے قابل آدمیوں سے مدد لے لیا کرے۔ مگر افسوس کہ پیچھے بھی ایک دو موقعہ پر باوجود اطلاع ہونے کے اس اشاعت اسلام کی مدعی انجمن نے کوئی توجہ نہ کی اور اب بھی امید نہیں کہ اس اشاعت اسلام کا بڑے زور و شور سے دعوی کرنے والی انجمن جو لوگوں کے سامنے اشاعت اسلام کے بڑے دعوے کر کے اور سبز باغ دکھلا کر معقول چندہ لیتی ہے کے کانوں پر جوں رینگے۔ جبکہ لاہور کی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام اپنے فرض سے قطعی غافل ہے اسلئے ضرورت ہے کہ ایسے موقعہ پر کوئی اہل دل انجمن توجہ کرے اور اس علاقہ میں غیر مذاہب بالخصوص آریہ سماج کی آئے دن کی کامیاب کوششوں کے مقابلہ میں اسلام کی امداد کے لئے ساعی ہو:۔

یاایھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم مسلمانوں اگر تم دین الٰہی کی مدد کروگے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دیگا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہمنے محض خیر خواہی اور ہمدردی سے یہ مشورہ دیا ہے۔ کسقدر حیرت اور تعجب اور انگشت بہ دہن رہنے کی جا ہے کہ ایک انجمن اشاعت اسلام کی حامی اور مدعی ہو کر لوگوں سے معقول چندے اور غیر مذاہب میں اشاعت اسلام کیلئے وہ ایک بھی مبلغ نہ رکھے اور ان سب کی بجائے صرف ایک مریم عیسیٰ کو ہی کافی سمجھا جائے۔ جو غیر مذاہب کی واقفیت سے قطعی ناواقف ہو۔ ہاں اہل قادیان کو دشنام دہی میں ایک بینظیر اور لاثانی مہارت رکھتا ہو۔ کیا لاہور کی انجمن اشاعت اسلام نے قادیان والوں کو فحش گالیاں نکالنا ہی اشاعت اسلام سمجھ لیا ہے افسوس کہ لوگوں سے چندہ تو لیا جاوے اشاعت اسلام کا نام لیکر۔ مگر وہ چندہ برباد کیا جاوے اپنے ہی بھائیوں پر گالی گلوچ اور دشنام دہی پر؟۔ کسقدر تعجب کی جا ہے کہ جب لاہور کی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ان مگریں نے اشاعت اور حمایت اسلام کے نام پر جمع کیا وہ اسٹیج اور گلا پھاڑ پھاڑ کر یا باوجود یکہ لاکھوں روپیہ اشاعت اسلام کے نام پر ان لوگوں نے اکٹھا کیا ہگر اشاعت اسلام کے لئے ایک مبلغ رکھنے کی بھی خدا نے توفیق نہ دی۔ حالانکہ ان کے ساتھ ہی آریہ سماج اور سنگھ سبھا وغیرہ نے سینکڑوں پر چارک رکھے ہوئے ہیں کسقدر تعجب اور حیرت کی جا ہے کہ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب کے وقت کی صدر انجمن احمدیہ باوجود ہزار ہا روپیہ کی آمدن اور لاکھوں روپیہ کو جائداد رکھنے کے اشاعت اسلام کے لئے ایک بھی مبلغ نہ رکھ سکے۔ کسقدر تعجب اور حیرت ہے پھر اسکے بعد وہ وقت آیا جبکہ ہمارے دوستوں نے الگ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے نام پر قایم کی مگر افسوس کہ وہاں بھی ہمارے دوستوں کو تا حال اشاعت اسلام کی توفیق نہیں ملی۔ باوجود یکہ یہ انجمن ماہوار تین چار ہزار کی آمدن رکھتی ہے۔ مگر اشاعت اسلام کیلئے مریم عیسیٰ نامی مبلغ رکھا ہوا ہے جو آریہ عیسائی سکھ مذہب سے قطعی ناواقف قادیان والوں کو گالیاں نکالنے کیلئے خوب ہی مشاق ہے اور اس فن میں اس نے کمال حاصل کیا ہوا ہے اگر ہمارے لاہوری دوستوں کے نزدیک اشاعت اسلام قادیان والوں کو گالیاں نکالنے کا ہی نام ہے تو پھر ہم اس اشاعت اسلام پر اپنے دوستوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔ ہاں اگر اشاعت اسلام غیر مذاہب والوں کو اسلام کی دعوت دینا ہے جیسا کہ ۱۲ سال سے (جبکہ ہمیں مشرف بہ اسلام ہونیکا موقعہ نصیب ہوا) تمام

ہو سے سنتے آئے ہیں۔ تو اس اشاعت اسلام کی طرف لاہور کی انجمن نے توجہ کیا۔ خفیف سے خفیف بھی خیال نہیں کیا۔ کیا انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے ممبروں کے لئے

ایک آریہ اور مسلمان کی دلچسپ گفتگو

گذشتہ سے پیوستہ

KHILAFAT LIBRARY

بشمبر دیال: - پوتر کام تو ہر ایک زمانہ میں ضروری ہے مگر اس میں صرف بھید یہ ہے کہ ست یگ کے لوگوں کی ارواح پوتر تھیں اسلئے وہ ہر ایک پوتر کام کے کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے مگر کل یگ میں لوگوں کی ارواح بھرشٹ ہو کر کثیف ہو گئیں۔ اسلئے اس زمانہ کی کثیف ارواح لطیف کام کی لطافت سے مستفیض نہیں ہو سکتیں۔

عبدالرحمن (ہنستا ہوا کر) نیوگ اور لطیف ایک ہی کہی۔"

بشمبر دیال: - آپ گھبرائے کیوں کچھ اعتراض ہو تو فرمائیے۔ میں ابھی ابھی آپ کے شکوک رفع کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

عبدالرحمن: - کیا آپ کو معلوم ہے کہ بدی کو پرکھنے کیلئے ہمارے پاس کیا معیار ہے؟"

بشمبر دیال: - بدی کو جاننے کے لئے ہمارے پاس دو پیمانے ہیں۔ ایک اخلاقی۔ دوسرا قانونی۔"

عبدالرحمن: - "بہت اچھا تو آپ ماشاء اللہ لا۔ کالج میں پڑھتے ہیں۔ کیا آپ تعزیرات ہند کے بیسویں باب کی ۴۹۳ دفعہ سے لیکر ۴۹۸ تک بتلا سکتے ہیں۔ کہ یہ کن کن جرموں پر عاید ہو سکتی ہیں۔"

بشمبر دیال (سے تیز نظر سے دیکھکر) میں یہاں قانون کا کیا ذکر۔ کیا کوئی خدانخواستہ آپ پر مقدمہ تو نہیں بنگیا؟"

عبدالرحمن: - نہیں خدا کے فضل سے مقدمہ وغیرہ تو نہیں۔ مگر بعض خاص الخاص وجوہات کے باعث مجھے ان دفعات سے آگاہی حاصل کرنی ضروری ہے۔"

بشمبر دیال: - اگر آپ کو ایسی ہی ضرورت ہے تو لیجئے میں حاضر ہوں ۴۹۳ دفعہ کا مطلب ہے (۱) کسی عورت کے اندر جھوٹ موٹ یہ یقین پیدا کر دینا کہ وہ اسکی جائز بیوی ہے اور پھر اس سے مخصوص تعلق پیدا کرنا جرم ہے کہ جس کے لئے دس سال تک قید کی سزا سمیت جرمانہ ہو سکتی ہے۔ (۲) (دفعہ ۴۹۴) ایک شوہر یا بیوی کے جیتے جی بنا کسی عدالت سے باقاعدہ طلاق حاصل کرتے یا سات سال تک پہلے شوہر یا بیوی کے لگاتار کہیں سے کوئی پتہ نہ ملنے کے اس کے ساتھ دوسری شادی کرنا۔ کہ جہاں شوہر یا بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کرنا ناجائز ہو جرم میں داخل ہے کہ جس کے لئے سات سال تک جیل سزا سمیت جرمانہ ہو سکتی ہے (۳) (دفعہ ۴۹۵) جو شخص دوسری قسم کا جرم کرتے وقت فریق ثانی سے پہلی شادی کا حال مخفی رکھے۔ اسے دس سال تک کی سزا سمیت جرمانہ ہو سکتی ہے۔" (۴) دفعہ ۴۹۶) جو شخص دھوکہ دہی کی نیت سے شادی کے نام سے کوئی ایسی رسم ادا کرے کہ جسے وہ جانتا ہو کہ قانوناً وہ شادی کی رسم نہیں وہ سات برس کی قید کا مستحق ہے (۵) دفعہ ۴۹۷ - جو شخص یہ جان کر کے کہ یہ عورت کسی اور مرد کی بیوی ہے۔ بنا اس شوہر کے چپ چاپ یا صاف طور سے رضامندی حاصل کرنے کے اس عورت کے ساتھ مخصوص تعلق پیدا کرتا ہے وہ زنا کاری کا مجرم ہے کہ جس کے لئے اسے پانچسال تک قید کی سزا جرمانہ ہو سکتی ہے (۶) ۴۹۸) جو شخص کسی دوسرے شخص کی بیوی کو اس کے شوہر یا محافظ کی حفاظت سے اس نیت سے بھگا لیجائے یا کہیں چھپا دے کہ وہ خود یا کوئی شخص اس عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرے گا۔ تو ایسا مجرم دو سال تک معہ جرمانہ سزائے قید کا مستحق ہو سکتا ہے۔"

عبدالرحمن: - اب فرمائیے قانونی نکتہ خیال سے ان دفعات کے جرم کے مجرموں کو بدچلن کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔"

بشمبر دیال: - بدچلنی کیا ہوتی ہے۔ ان جرائم کے مجرموں کے لئے یہ دفعات کافی نہیں دیتی ہیں۔"

عبدالرحمن: - مہارشی پنڈت دیانند صاحب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مطبوعہ ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۲۱۴ پر رگوید اور اتھروید کے دو منتروں کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

"ہے استری تو نیوگ میں گیارہ پتی تک کر یعنے ان میں سے ایک تو پہلا بیاہا ہوا۔ اور دس اس کے بعد نیوگ کے پتی کر زیادہ نہیں۔ اس کی بابت بیوستھا (مذہبی ہدایت) یہ ہے کہ بیاہے ہوئے پتی کے مرنے یا روگی ہونے سے دوسرے مرد یا استری کے ساتھ اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں نیوگ کرے۔ اور دوسرے کے بھی مرنے یا بیمار ہو جانے پر اس کو چھوڑ دے اور تیسرے کے ساتھ نیوگ کرے۔ اسی طرح دسوں تک کرنے کی آگیا ہے۔ اسی طرح مرد کے ساتھ بھی بیاہی ہوئی بیوی کے مرجانے پر بیوہ کے ساتھ نیوگ کرنے کی آگیا ہے۔ اور جب وہ بھی بیمار ہو جائے یا مر جائے تو اولاد پیدا کرنے کے لئے دسویں عورت تک نیوگ کرتا چلا جائے۔" کیا یہ صحیح ہے؟"

بشمبر دیال: - ہاں بالکل صحیح حرف بحرف صحیح یہ عقیدہ تو ہمارے مذہب کی خوبی کو ظاہر کرتا ہے ہمارے ہاں بیٹے کو پتر کہتے ہیں یعنے دوزخ سے بچانیوالا۔ سو ہمارے شاستروں کے نکتہ خیال سے اولاد حاصل کرنا ضروری ہے۔ مگر آپ لوگوں کو اس بات کی کیا قدر ہے؟

عبدالرحمن: - اس میں بہت سے نقص ہیں۔ اول شوہر کے بیمار ہو جانے پر بیوی کو اور بیوی کے بیمار ہو جانے پر شوہر کو ایک دوسرے کا ایسا ہی ہمدرد بننا چاہیئے۔ کہ اگر خاوند بیمار ہو تو عورت کو چین نہ آوے اور اگر عورت بیمار ہو تو خاوند کے لئے آرام حرام ہو جائے۔ مگر آپ کے ہاں یہ تعلیم ہے کہ ایسی نازک وقت میں مرد یا عورت دوسری جگہ انتظام کرکے

اولاد حاصل کریں جو ایک زیادہ قابل توجہ امر ہے۔ اور پھر اس مسئلہ پر کاربند ہونے سے گھر کے اندر عصمت اور وفاداری پر جو چوٹ لگے گی وہ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔"

بشمبر دیال نیوگ صرف اولاد پیدا کرنے کے لئے ہے اور بس اور ہم لوگوں کے نکتہ خیال سے بغیر اولاد کے بہشت نہیں ملتا..... نیوگ سے صرف اولاد کا حاصل کرنا مقصود ہے اگر اولاد پیدا ہو جائے اس کے بعد نیوگی پتی کا قطعی قطع تعلق ہو جاتا ہے

عبد الرحمن:۔ تو کیا ایک یا دو بیٹے بہشت کے دروازے تک پہونچانے کیلئے کافی نہیں؟"

بشمبر دیال:۔ کیوں نہیں ایک یا دو بیٹے کافی ہیں اولاد سے غرض ہے نہ کہ زیادتی سے۔"

عبد الرحمن۔ اگر ایک یا دو بیٹے کافی ہیں تو پھر سوامی دیانند صاحب نے دس اولاد تک حاصل کرنا کیوں بتلایا ہے؟"

بشمبر دیال (طیش میں آکر) کہاں ہے جلدی دکھلاؤ کوئی حوالہ دو۔"

عبد الرحمن:۔ لیجئے حوالہ حاضر ہے رشی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے ۱۱۸ صفحہ پر لکھتے ہیں:۔

"ایک نیوگ میں دوسرے بیٹے کا حمل رہنے تک ایک نیوگ کی میعاد ہے۔ اس کے بعد وہ تعلق پیدا نہ کریں۔ اور جو دونوں کے لئے نیوگ ہوا ہو تو چوتھے حمل تک مذکورہ بالا طریق سے دس اولاد تک ہو سکتی ہیں۔ گویا دو بچے ہوں تو بھی بس نہیں۔ چار بچے ہوں تو بھی بس نہیں پانچ ہوں تو بھی بس نہیں۔ بلکہ جب تک دس نہ ہو جائیں تب تک یہ سلسلہ برابر جاری رہے

بشمبر دیال:۔ خواہ آپ کتنے ہی ہاتھ پاؤں کیوں نہ ماریں کتنا ہی ایڑی چوٹی تک کا زور کیوں نہ لگائیں۔ مگر آپ یہ ہرگز ہرگز ثابت نہیں کر سکیں گے کہ نیوگ نفسانی خواہش کے لئے جائز ہے۔ بلکہ جہاں کہیں نیوگ کا ذکر پائینگے وہاں اولاد کے لئے ہی ہوگا۔"

KHILAFAT LIBRARY

عبد الرحمن:۔ اگر نفسانی خواہش کیلئے بھی نیوگ کی اجازت ہو تو پھر؟"

بشمبر دیال:۔ (سخت طیش میں آکر) تو پھر کیا مطلب۔ اگر ہے تو ظاہر کریں۔ خالی دعویٰ بے دلیل سے کیا مطلب"

عبد الرحمن:۔ لیجئے صاحب غور سے سنیئے گا:۔

"دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۱۲۱ چوتھا سملاس (سوال) جب ایک بیاہ ہوگا۔ ایک مرد کی ایک عورت اور ایک عورت کا ایک مرد رہیگا۔ تب عورت حاملہ ہمیشہ بیمار رہنے والی۔ یا مرد کسی بڑے مرض سے مریض ہو اور دونوں کی جوانی کی حالت ہو اور رہا نہ جاوے، تو پھر کیا کریں؟

(جواب) اس کا جواب نیوگ کے بارے میں دے چکے ہیں اور حاملہ عورت سے ایک سال تک تعلق پیدا نہ کرنے کی صورت میں مرد یا عورت سے نہ رہا جائے تو کسی سے نیوگ کر کے بیٹا پیدا کر دے۔"

آہ! ایک شخص کے گھر میں اولاد کی امیدواری ہے اور اس کی بیوی کے حمل ٹھیرا ہوا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کے پہلے سے ہی اولاد ہو۔ لیکن وہ محض اپنی نفسانی خواہشوں کے غلام ہونے کے باعث اپنی بیوی کے لئے وفادار نہیں رہ سکتا۔ بجائے اس کے ایسے شخص کو یہ کہا جاتا کہ تم اپنے نفس پر قابو حاصل کرو اور تمہارے اندر جو کام یا شنا کی آگ بھڑک رہی ہے اسے دھرم سادھن یاست سنگ (صحبت صالح) سے دمن کرو (بجھاؤ) کیونکہ یہ اس کی ایسی حرکت کا ثبوت ہے کہ جسکے لئے اسے دکھی اور شرمسار ہونا چاہیئے مگر افسوس کہ اسے تو دھرم کی طرف سے اجازت دی جاتی ہے کہ وہ کسی اور سے تعلق پیدا کر کے نفسانی خواہش کو ٹھنڈا کرے۔ کیا یہ اولاد کی ضرورت اسے تنگ کر رہی ہے اولاد تو اس کے گھر میں پیدا ہونے والی ہے۔ آہ

بشمبر دیال (آگ بگولا ہو کر) نہیں نیوگ صرف اولاد کے حاصل کرنے کے لئے موقوف ہے نفس خواہش کے لئے ہرگز ہرگز نہیں یہ جو حوالہ دے رہے ہیں۔ ممکن ہے کاتب کی غلطی سے یہ ایسا لکھا گیا ہو۔ ورنہ مہارشی سوامی دیانند صاحب تو ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے چوتھے سملاس صفحہ ۱۱۵ میں صاف طور پر فرماتے ہیں:۔ عورت اور مرد کی پیدائش کا یہی مقصد ہے کہ دھرم سے یعنی ویدوں کے مطابق بیاہ یا نیوگ کر کے اولاد پیدا کرنا"

عبد الرحمن۔ تو کیا پاکیزگی اور روحانی زندگی کی ضرورت نہیں؟ انسان کی پیدائش کی علت غائی صرف اولاد ہی پیدا کرنا ہے؟ اگر انسانی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ وہ بچے پیدا کیا کرے۔ تو کیا اور مخلوق یہ مقصد پورا نہیں کرتی؟ انسان کی پیدائش کی علت غائی تو یہ ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

جسکا مطلب یہ ہے کہ میں نے انسان کو صرف اسی غرض کے لئے پیدا کیا کہ وہ میری ہی پوجا (بندگی) کرے۔ مگر کیا بانی سماج رشی دیانند نے یہ مقصد پورا کیا؟"

بشمبر دیال:۔ (غصہ میں) وہ "برہمچاری" تھے سنیاسی تھے۔ یہ فرض گرہستیوں کے لئے ہے۔ آپ نیوگ کی فضیلت کو کیا جانیں؟"

عبد الرحمن۔ ہاں بندہ پرور تو پھر آپ ہی اسکی فضیلت کو بیان فرما دیجئے گا"

بشمبر دیال:۔ بیشک میں نیوگ کی فضیلت بیان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر افسوس کہ اب نور کے پرچہ میں جگہ تنگ ہے۔ اسلئے ۱۷ اپریل کے اشو میں ذکر کرونگا"

قدیم ہندوستان روحانی تعلیم اس بینظیر کتاب کی نسبت حضرت حاجی حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اول تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے کتاب ہندوستان کی روحانی تعلیم کو کمال دلچسپی سے پڑھا مجھے بہت ہی پسند آئی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی کتاب بہت ہی دلچسپ ہے (دستخط نورالدین خلیفۃ المسیح اول) علاوہ ازیں ہندوستان کے چیدہ چیدہ اخبارات نے اس کتاب پر بہت ہی عمدہ ریویوز

۴ کئے ہیں۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے ہندوستان کی روحانی جسمانی تمدنی ملکی مجلسی تعلیم کا ہو بہو فوٹو ویدر امائن مہابھارت کا ہو بہو عکس قیمت ۸ ر

عالمِ نسوان

KHILAFAT LIBRARY

شامِ زندگی

نسیمہ کو بلول میں رہتے سال بھر سے زیادہ ہوگیا۔ بچہ بھی ماشاء اللہ گھٹنوں چلنے لگا تھا۔ دونوں پھوپھیاں اور تیسری ماں اس ننھے سے فتنے پر نثار تھے اور سچ یہ ہے کہ وہ جنہا باتیں بھی ایسے غضب کی ڈھاتا تھا کہ سب اس کے دیوانے تھے۔

قسیم کہنے کو سرکاری کاموں ہی میں زیادہ الجھا رہتا تھا۔ مگر کیفیت یہ تھی کہ ذرا فرصت ہوئی اور گود میں لیا۔ شام کو روزانہ خود لے کر سیر کو جاتا۔ دوست و آشنا ہنسی بھی اڑاتے مگر اسکی فریفتگی میں فرق نہ آتا۔ بچہ کی حالت یہ تھی کہ جہاں شام ہوئی ادھر پانچ بجے اور ادھر وہ کھسکتا کھسکتا چوکھٹ میں جا بیٹھتا۔ اور لگا ابا ابا کہکر آوازیں دینے باپ نے کپڑے اتارے اور اس نے ہوا خوری کی ہندوستانی جولی اٹھا کر پھینکدی۔ نسیم گھر بھر کا کھلونا تھا۔ اس اتنی سی جان پر سب کی جانیں لڑی ہوئی تھیں جوں جوں اسکی عمر میں ترقی ہوتی تھی۔ ماں اور باپ دونوں کا خون اس کو دیکھ کر چلووں بڑھتا تھا۔ زبان کا کھلنا تھا کہ دونوں ماں باپ لٹو ہوگئے۔ ذرا وہ مند کرتا تو نسیمہ سے زیادہ قسیم بے چین ہو جاتا۔ ایک آنکھیں دکھنی میں ساری ساری رات اس نے قسیم اور نسیمہ کو رات رات جگایا۔ اور پلک سے پلک نہ جھپکا نے دی۔ نسیمہ تو خیر ماں تھی جتنی بھی لیتی اور جو کچھ بھی کرتی کم تھا۔ مگر قسیم کی اس اندھا دھند محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ نسیم ماں سے بھی زیادہ باپ کے پاس رہنے لگا۔ رات کو بھی جب آنکھ کھل جاتی تو آنکھیں بند گردن نیچی سیدھا اٹھا اور باپ سے لپٹ کر سو گیا۔ ذرا باپ کے سر میں درد ہوا اور وہ ننھے ننھے ہاتھوں سے سر دبانے بیٹھ گیا۔ منہ دھویا اور وہ دودھ تو لیا لینے۔ یہ تھیں وہ باتیں جنہوں نے نسیم کا سکہ قسیم کے دل پر بٹھا دیا۔ وہ بچہ کے آگے بیوی کو بھی بھول گیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ نسیم رویا اور قسیم نے بیوی کو کہا کہ سب کام چھوڑ پہلے اسے لے لو۔

نسیم کی تیسری سالگرہ ہو چکی تھی کہ قسیم کا تبادلہ نصیر پور کا ہوا۔ نہ معلوم یہاں کی آب و ہوا کا اثر تھا یا یہاں والوں کی کارستانی۔ کہ اچھے اچھے ملا اور سیانی ڈگمگا جاتے تھے۔ قسیم سیدھا سادہ آدمی ان لوگوں کی چالوں کو کیا سمجھتا تھا۔ دھڑلے کی دعوتیں ہوتیں کھلم کھلا جلسے اور علی الاعلان ناچ گانے ہوتے بڑی خرابی یہ آکر پڑی کہ خود تحصیلدار انہی رنگ کے تھے۔ شروع میں قسیم نے کچھ گریز کرنا چاہا۔ مگر ماتحتی کا معاملہ کہاں تک پرہیز کرتا خوشی سے یا جبراً جاتا۔ اور شریک ہوتا۔ اب تک آنکھیں بند تھیں۔ گھر یا گھر کی چار دیواری دن ہو یا رات زندگی کی کل کائنات ایک بیوی ایک بچہ اب جو دیکھا کہ دنیا کے رنگ ہی اور ہیں۔ یہ خوان گوناگون نعمتوں سے پر۔ انواع و اقسام کی آسائشوں سے لبریز اور طرح طرح کے بیوں سے بھرا ہوا ہے۔ آنکھیں کھل گئیں۔ خیالات فاسدہ جمع ہونے شروع ہوئے۔ لاکھ کوشش کرتا کہ اس آن میں فرق نہ آنے۔ مگر اس کا کیا علاج کہ نہ گھر میں جی لگتا۔ نہ کچہری میں۔ بیوی زہر لگتی بچہ دشمن معلوم ہوتا یا اس صحبت سے نفرت تھی یا یہ خجلت ہوئی کہ کچہری کے چھ گھنٹے قید معلوم ہوتے۔ چھوٹا اور پہونچا۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں گھڑی آدھ گھڑی کو کھڑے کھڑے آتا۔ مزاج میں غصہ دل میں کپٹ آنکھ میں میل تیوری پر بل۔ الٹی سیدھی ہی ایک دو بات کی اور دیوانخانہ میں لیٹ رہے یہ بھی حکم نہ تھا کہ کوئی وہاں آسکے۔ نسیمہ تو خیر بیوی تھی۔ اور بیوی بھی دور اندیش اس نے قسیم کی محبت پر کبھی بھروسہ ہی نہ کیا وہ جانتی تھی کہ یہ آندھی کے آم ٹھہرنے والے نہیں مگر معصوم بچہ پر سخت مصیبت آکر پڑی۔ اس کو تو ماں کا پکھوا بھی باپ ہی کی گود تھی۔ باپ کی یہ بے اعتنائی پھول سے کلیجہ پر سخت چرکا تھا۔ ساری ساری رات اور پورے پورے دن باپ کو یاد کرتا تھا۔ ابا ابا کہتا اور روتا تین سال ڈھائی برس کا بچہ بہت سی باتیں اپنی سمجھ کے لایق خاصی سمجھ لیتا۔ دیوانخانہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ گرتا پڑتا باپ کے پیچھے پیچھے اس کے پاس جا پہنچتا۔ اور وہ کم بخت رخ نہ کرتا۔ بارہا ایسا ہوا کہ وہ ابا ابا رٹتا ہوا۔ روتا بلکتا اسکے پیچھے گیا۔ اور ظالم نے بازو پکڑ کر گھر میں چھوڑ کنڈی لگادی اور وہ مٹر مٹر باپ کی صورت تکتا رہ گیا۔ اس ہڑکے نے نسیم کی جان پر بنادی۔ بیتابانہ اسکو بہلاتی چمکارتی پھسلاتی اور سمجھاتی۔ مگر باپ کی یاد ننھے سے دل سے دم بھر کو بھی فراموش نہ ہوتی۔ ایک دن رات کے گیارہ بجے ہوں گے نسیمہ اپنے لال کو کلیجہ سے چمٹائے بیخبر پڑی تھی کہ باپ کے ٹھٹھوں کی آواز سے نسیم کی آنکھ کھل گئی اور اٹھکر مسکراتا ہوا باپ کے پاس چلا گیا۔ بچہ کا آنا اس وقت جبکہ قسیم اپنے نئے دوستوں کی صحبت میں مزے اڑا رہا تھا۔ بہت ہی غضب معلوم ہوا۔ اس بیدردی سے اسکو باہر نکالا۔ کہ دیکھنے والے بھی دنگ رہ گئے۔ بچہ کی بیقراری سمجھو۔ فرط محبت وہ دروازہ ہی میں سے جھانکتا رہا اور باپ کو محبت سے آوازیں دیتا رہا۔

ایک مہینہ مشکل سے اسی طرح گذرا ہوگا قسیم کی دونوں بہنیں بھائی بھاوج کی اجازت سے چند روز کے واسطے وطن گئیں۔ اور صرف نسیمہ اور اس کا بچہ گھر میں رہ گئے۔

خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔ مگر اتنا ہم بھی جانتے ہیں کہ بیس پچیس روز تک باپ کی اس سنگدلی پر بھی نسیم پر کوئی خاص اثر نہ تھا۔ اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ صبر و تحمل سے کام لیتا رہا۔ اس باپ کی بیدردی یا ظالم کا ظلم اچھی طرح جھیل لیا۔ اور ضبط کیا۔ مگر اس کے بعد ننھی سی جان زیادہ تاب نہ لاسکی۔ ایک دن قسیم ادھر گھر میں آیا۔ اور ادھر وہ جاکر باپ کے پاؤں میں لپٹ گیا۔ بہت ممکن ہے کہ خیال کیا جائے کہ نسیمہ نے سکھلا دیا ہو۔ مگر اس کا بیٹھ بیٹھا ہے وہ مر گئی ہم کو مرنا ہے۔ نسیمہ اس شان کی عورت نہ تھی وہ ایسی پھوپی کی بھتیجی اور ایسی استانی کی شاگرد تھی۔ کہ فاقے پڑتے نہ در در بھیک مانگتی مگر قسیم

جیسے شوہر کی نگاہ میں ذلیل نہ ہوتی۔ نسیم کا یہ فعل اس کا ذاتی تھا کہ باپ کا پاؤں پکڑ لیا اور نہ جانے دیا۔ لیکن افسوس شقی القلب باپ نے اس طرح پاؤں چھٹایا کہ بچہ کی منہ میں ایڑ لگی۔ اور خون نکل آیا۔ وہ تڑپتا ہی رہا۔ اور قسم یہ جا اور وہ جا۔

اس واقعہ کا تیسرا روز تھا کہ نسیمہ نے بچے کو نہلایا۔ سر میں تیل ڈالا۔ کنگھی کی۔ کر چکی تو اس کی صورت دیکھی پیار آیا۔ گود میں اٹھا کلیجہ سے لگا لیا۔ مگر آنکھ سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ نسیم ماں کی یہ حالت دیکھ کر کچھ ایسا بیچین ہوا کہ اپنے کرتے کے دامن سے اپنی ماں کے آنسو پوچھے اور کہا اماں جان کیوں روتی ہو۔

نسیمہ:۔ بیٹیا رو نہیں رہی۔ چلو چلکر لیٹ جاؤ۔

نسیم:۔ اماں۔ اب ابا ہم کو گود میں نہیں لیتے۔ خیر میں اب بڑا ہو جاؤں گا۔ میں بھی اپنی اماں کو ہی گود میں لوں گا۔ ان کو کبھی نہ لوں گا۔

نسیمہ بچہ کی بات پر مسکرا دی۔ خوب بھینچکر پیار کیا اور کہا اللہ تمہاری عمر دراز کرے تم جیتے رہو۔ بس یہ ہی سب کچھ ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

دوپہر ہو چکی تھی لیکر لیٹی تو بچہ سو گیا۔ ظہر کی اذان ہوئی تو نماز کو اٹھی۔ فارغ ہو کر بچہ کے پاس آئی۔ تو اس کا ہنڈا پھیکا تھا۔ کلیجہ دھک سے ہو گیا۔ بچہ کو تو اس غضب کا بخار چڑھا کہ الٰہی توبہ عشاء کے وقت تک وہ معصوم چنوں کیطرح بہن رہا تھا۔ اتنا بڑا ڈھنڈار گھر۔ ماما چلی گئی۔ اور نسیمہ اپنے لال کو گود میں لیے پڑی رہی۔

دن کی اسکی باتیں یاد آئیں کلیجہ پر تیر سے لحہ لحہ بعد دیکھتی تھی کہ شاید بدن پسیج گیا ہو۔ مگر ہاں تو بہار بہن رہا تھا۔ آدھی رات کا وقت دل ہوا ہوا ہو گیا۔ نسیم آج کسی جلسہ میں تھا۔ اور معصوم بچہ ظالم باپ کو بخار کی حالت میں خواب میں دیکھ رہا تھا۔ دفعتہً آنکھ کھولی ابا کہہ کر ماں سے لپٹ گیا اور پھر آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ ماں نے ہر چند چمکارا مگر وہ روتا پیٹتا گود سے اترا۔ اور دیوانخانہ کی طرف چلا نسیمہ نے بچے کے پکڑنے میں کمی نہیں کی۔ مگر کلیجہ گوارا نہ کرتا نہ تھا کہ اس کو روک لے۔ وہ دیوانخانہ کے دروازے پر گیا اور باپ کو بلاتا رہا۔ لاکھ نسیمہ کہہ رہی تھی کہ بیٹا ابھی نہیں آئے گروہ بلک رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ابا جان اندر بیٹھے ہیں۔ کنڈی لگائی ہے۔ اب نسیمہ نے بچہ کو گود میں اٹھا لیا۔ آسمان پر کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ اور ہوا زور وشور سے فراٹے بھر رہی تھی۔ بچہ کو لیکر اندر کے دالان میں آئی۔ منہ پر منہ رکھا پیار کیا چمٹایا۔ گلے میں ہاتھ ڈالے ننھے ننھے ہاتھوں کو سینہ پر رکھا۔ اور رو رو کر کہا معبود حقیقی یہ دکھیا مصیبت زدہ نسیمہ کا لال تیری امانت ہے۔ الہ العالمین مجھ بدنصیب پر رحم کیجیو۔ پھر آقا اچھے معبود دکھیاری کا لال سکستہ دل کا چراغ ہے۔ نسیمہ یہیں تک پہونچی تھی کہ نسیم پھر اٹھا اور کہنے لگا اچھی اماں جان چھوڑ دو۔ دیکھو ابا میاں گھملوں کے پاس کھڑے ہیں۔ اچھی میری اماجان ان کو بلا دو نسیمہ کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا آنکھ سے آنسو کی جھڑیاں بہ رہی تھیں۔ کبھی اس کو سینہ سے لگاتی۔ اور کبھی اس کی ضد پر چھوڑ دیتی۔ تین بج چکے تھے یہ بخار جنبش نہ کھاتا تھا۔ اور چار برس کا پلا پلایا بچہ آج ماں کے ہاتھ میں تھا۔ بارش زور وشور سے ہو رہی تھی۔ اور اس عظیم الشان مکان میں ایک بدنصیب ماں اپنے کلیجہ کے ٹکڑے کو لیے بیٹھی تھی۔ ماتھے پر ہاتھ پھیرتی پاؤں کو پیار کرتی بلبلاتی اور روتی۔ بچہ نے پانی مانگا۔ رات کا وقت تھا۔ گود میں لیکر دروازے پر آئی کہ کسی سے شربت منگوا کر معصوم کا حلق تر کر دوں۔ مگر سڑک پر سناٹا تھا۔ البتہ لوٹی اور یہ کہکر پانی پلا دیا۔ کلیجہ کے ٹکڑے شربت بھی نصیب نہ ہوا۔

اس فقرہ نے نسیم پر کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ اٹھ بیٹھا ماں رو رہی تھی اس کو پیار کیا اور کہا اماں روؤ نہیں میں اچھا ہو جاؤں گا۔ اماں جان اب بخار اتر رہا ہے۔

ایک بجلی گری جس نے نسیمہ کے تمام بدن میں آگ لگا دی۔ مامتا کی ماری بچہ کے پاؤں پر گر پڑی۔ اور کہا میں اپنے بچے کے صدقے نہیں میں نہیں روتی۔ ہاں بیٹا اب بخار اترتا ہے۔

نسیمہ اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ نسیم کو پھر غفلت ہوتی اور ماں کا منہ اس کے ہونٹوں پر تھا۔ کہ وہ چونکا اور کہا اچھی اماں وہ آ گئے۔ ابا آؤ۔ ابا آؤ۔

بہتیرا ہی اسوقت نسیمہ نے بہلانا چاہا۔ مگر بچہ نہ سنبھلا۔ کھڑا ہوتا تھا۔ مگر گر گرتے ہی ماں نے گود میں لیا۔ لیتے ہی آنکھیں پھیر لیں۔ ابا کی آواز نکلی۔ مگر پہلی ہی آواز پر اس حالت میں کہ بدنصیب ماں کی نگاہ اپنے لال کے چہرے پر تھی۔ اس کو ایک ہچکی آئی۔ آنکھیں ماں کی صورت پر اور زبان باپ کی یاد میں تھی۔ کہ نسیمہ کی گود میں اس کا لال ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

نسیم کی موت بدنصیب ماں کے واسطے ایک مصیبت کا پہاڑ تھا۔ جس نے رہے سہے ہوش وحواس بالکل اڑا دیئے۔ اکیلی کوٹھڑی میں پڑی رہتی۔ زیادہ بیتاب ہوتی رونے لگتی۔ کلیجہ میں ہوک اٹھتی۔ دل پر چوٹ لگتی۔ آنکھوں میں اندھیرا آجاتا۔ دماغ میں چکر آتے۔ دیوانوں کیطرح پھرتی۔ سودائیوں کیطرح رہتی۔ اور کوئی الٰہی کا بندہ نہ تھا کہ دو باتیں کرتا۔ اور اس کا غم غلط ہوتا۔ قیم کے ٹھاٹھ بھی اور تھے۔ اس کا دل پہلے ہی بیوی بچہ کیطرف سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ رہی تو درکنار اس کو ملال بھی نہ ہوا۔ اور دو ایک روز کے بعد خیال ہی جاتا رہا۔ مگر ہاں مامتا کی ماری ماں نسیم بیٹے لال کو پال پوس گہری گور میں سلا زندہ درگور ہو گئی۔ کیسا کھانا پینا اور کس کا اٹھنا بیٹھنا۔ دو دو تین تین وقت صاف نکل جاتے۔ بڑی مشکل سے کچھ لیکر بیٹھی۔ اور پہلا ہی نوالہ گولی بن کر حلق میں رہ گیا۔ بچہ کی یاد آتے ہی بھوک پیاس سب اڑ گئی۔ دروازے کے پاس جاکر جھانکتی۔ سڑک پر چاروں طرف دیکھتی۔ چھتوں کی طرف گھورتی۔ مگر وہ چاند سی صورت نظر نہ آتی۔ چاند اس کے سر پر چمکتا بارل اسکے سر پر آتے بوندیاں اس کی گود میں گرتیں۔ پھوار اس کے بدن پر پڑتی۔ مگر بچہ کی جھلک دکھائی دیتی۔ چاند سے باتیں کرتی۔ ابر کے ٹکڑوں سے خطاب کرتی روتی اور کہتی کالے کالے بادلو! گھر گھر آؤ۔ چاند کو چمکاؤ تاروں کو

KHILAFAT LIBRARY

دمکاؤ۔ اگر جو برسو پانی گراؤ بوندیاں برساؤ۔ سبزی اگاؤ پھول کھلاؤ۔ کھیتیاں سیراب کرو۔ پودے شاداب کرو مگر آہ میرے لال کی صورت نہ دکھلاؤ۔

مہینہ بھر کے قریب نسیمہ کی یہی کیفیت رہی پھوپھی کو اس کی حالت کا پورا اندازہ تھا۔ جب طبیعت زیادہ بگڑنے لگی تو پھوپھی نے یہ خط لکھا۔"

نسیمہ پیاری کو پھوپھی کیطرف سے دعا۔ بیٹی تمہاری مصیبت اور کیفیت معلوم ہوکر افسوس بھی ہوا اور تعجب بھی۔ میں جانتی ہوں تمہاری آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوگئی نسیم جیسا لال۔ تمہاری گود خالی۔ تمہارا گھر سونا اور تمہاری زندگی برباد کر گیا۔ تم جہاں دوڑ کم اور جو کچھ کرو تھوڑا۔ مگر بیٹی دنیا کا یہی دستور ہے۔ تمہارا بچہ انوکھا نہیں مرا قبرستان میں جاکر دیکھو۔ اتنی اتنی قبریں ہزاروں دھائی دینگی یہ بھی تو کسی کے کلیجے کے ٹکڑے تھے۔ چھاتیوں سے لپٹائے گئے اور آج ہزاروں من مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ جن ہاتھوں سے ان کو لوریاں دیں انہی ہاتھوں سے گہری نیند سلا دیا۔ دنیا اسی کا نام ہے۔ یہ سلسلہ اسی طرح چل رہا ہے اور چلے گا۔ قدرت کا انتظام ہے پورا ہو رہا ہے۔ اور ہوگا۔ تمہارے یا میرے رونے سے رک نہیں سکتا۔ نسیم تمہاری ملکیت نہ تھا۔ تمہارے پاس امانت تھی جب تک جی چاہا چھوڑ دی۔ جب جی چاہا لیلی۔ تم رونے والی کون؟ اولاد شر زندگی ہے۔ مگر بہت کم ہونگی ایسی مائیں جو اس مصیبت سے آشنا نہیں۔ کیا درخت کے سب پھل انسان ہی کی ملکیت ہیں۔ نہیں ان میں سے کچھ کچے گرتے ہیں۔ کچھ طوطے کھاتے ہیں۔ کچھ برباد ہوتے ہیں تم نے ابھی دنیا کا دیکھا کیا ہے۔ یہ اتفاق زندگی کے نشیب و فراز ہیں۔ اگر کچھ تکلیف نہ پہونچے اور مصیبت نہ آئے تو انسان خدا کو بھول کر بھی یاد نہ کرے۔ خدا ایسی ہی وقت پر یاد آتا ہے اور انہی موقعوں پر اسے مدد ملتی ہے تم اس مصیبت سے اکتا گئی جو درحقیقت مصیبت نہیں۔ تم مسلمان ہو اور قرآن و حدیث تمہارا ایمان کیا تم کو معلوم نہیں کہ خود حضور اکرم نے فرمایا۔ کہ چھوٹے چھوٹے معصوم میدان حشر میں ماں باپ کی مغفرت کرائینگے دنیا اچھی یا بری سب کی گذر رہی ہے اور گذرے گی ایسی بہانہ نسیم تمہارے واسطے توشہ آخرت اور سبب مغفرت ہوگیا۔ اصل مرحلہ تو وہاں کا ہے یہ تو سیمیائے جلوے اور کیمیائی نظارے ہیں۔ کیا تم کو وہاں جانا نہیں۔ اس وقت کو بھی آیا سمجھو۔ آنکھ بند کرنے کی دیر ہے۔ یہ رات کوئی دم میں صبح ہوئی اور سفر شروع ہوگیا۔ کیسی کٹھن منزل اور کڑا رستہ ہے۔ جہاں آدمی نہ آدمزاد سنگی نہ ساتھی۔ ہیلیاں نہ ہمجولیاں صرف اپنے اعمال اور اپنے افعال نسیمہ بیگم اس وقت کون مددگار۔ حسرت و یاس سے چاروں طرف دیکھوگی اور کوئی صورت نظر نہ آئیگی ایک عظیم الشان دربار ایک زبردست حاکم تخت حکومت بہم ہوگا۔ اور ایک عاجز انسان ایک بندہ گنہگار کی ہستی۔ نسیمہ اس نازک وقت میں مجھ جیسی عاشق زار پھوپھی اور زاہد جیسا غمگسار باپ اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔ ہاں اس وقت ایک بچہ دوڑ کر تمہاری چھاتی سے لپٹے گا۔ اور تمہارا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لیجائیگا اور وہ تمہارا پیارا لال نسیم ہوگا۔ تم نے اپنے بچاؤ کے واسطے پہلے سامان بھیجدیا۔ اور وہ سامان اس اڑے وقت میں تمہارے کام آئے گا۔ مگر آج تم اپنے آنسوؤں سے اس پھول کو پامال نہ کرو۔ اس سے زیادہ غلطی اس سے بڑی بےہوشی اس سے بڑھ کر بےوقوفی کیا ہوگی۔ میں نے میاں قسیم کا بھی حال سنا وہ ماشاء اللہ سمجھدار آدمی ہیں۔ جو مناسب سمجھا وہ کر رہے ہیں۔ تم کیوں ناسمجھ ہوتی ہو۔ ان کو اس فانی دنیا سے خوش ہو لینے دو۔ ان کو نسیم کی آواز ناگوار تھی اب یہ آواز ان کے کان میں نہ آئیگی۔ دنیا کی تمام بیماریں ان کے لئے ہونگی، وہ آج نائب تحصیلدار ہیں کل تحصیلدار اور ڈپٹی کلکٹر ہوں گے مگر کلیجے کے ٹکڑے نسیم کی ہڈیاں گل کر خاک ہو چکی ہونگی۔ وہ باپ کی آواز کو ترستا اور صورت کو بھڑکتا۔ باپ کے گھر سے سدھارا۔ مگر وہ باپ کا عاشق تھا۔ وہ وہاں بھی باپ کو نہ چھوڑے گا۔ اس وقت میاں قسیم کو معلوم ہوگا کہ میں نے کیا کیا۔ تم کو خدا دونوں وقت کھانا دے رہا ہے۔ عزت سے ایک کوٹھی میں بیٹھی ہو۔ پہننے کو کپڑے پکانے کو ملا تمہارے پاس موجود ہے۔ شوہر کا شکر ادا کرو۔ اور دعا کرو کہ ان کو خدا نیک توفیق دے بہت سی اللہ کی بندیاں تم سے بدتر حالت میں ہیں۔ ان پر نظر ڈالو۔ اور خدا کا شکر کرو۔ ماں باپوں کی بیٹیاں بڑے بڑے دکھڑے لیئے ہیں اور باپ دادا کی لاج کو تھامتی ہیں۔ اور زاہد جیسے باپ کی آن اور شقی جیسے دادا کی شان آج تم میں ہے۔ ان کا خون تمہاری رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ نسیمہ بیگم وہ کام نہ کرنا جو کل باپ دادا سے شرمسار ہو۔ وہ مر گئے۔ مگر ان کا نام باقی ہے ان کی عزت تمہارے ہاتھ اور انکی شرافت تمہارے ساتھ ہے۔ بیٹی مصیبت کو جھیلو سختیوں کو استقلال سے اور تکلیفوں کو ہمت سے اٹھاؤ اور میری یہ بات لکھ رکھو۔ میاں قسیم کے نئے نئے دوست ساون کی چڑیاں ہیں۔ اور چند روز میں اڑ جائینگی۔ وہی گھر ہوگا۔ اور وہی تم ہوگی۔ ایسا نہ ہو اس وقت کا کوئی پچھتاوا اور ان دنوں کا کوئی افسوس تمہارے پاس باقی رہ جائے۔ ہمت آزمائش کا وقت ہے۔ پہلے سے زیادہ خدمت کرو۔ اور بتا دو کہ شریفوں کی بیٹیاں مصیبت میں کندن اور تکلیف میں پارسے کیطرح دمکتی ہیں۔ یہ دن ہمیشہ رہنے والے نہیں۔ خود زمانہ میاں قسیم کی آنکھیں کھولے گا۔ وہ اپنے کئے پر روئیں گے۔ ان کا دل شرمندہ ان کی نگاہ نیچی۔ ان کی آنکھیں نم اور ان کا ضمیر پریشان ہوگا۔ مگر ضرورت یہ ہے کہ اس وقت تمہارا دل بشاش تمہاری نگاہ اونچی تمہاری آنکھیں تیز ہوں۔ وہی فیصلہ کا وقت وہی ہوگا اور صرف تم دونوں کے دل اس وقت منصف ہوں گے نسیمہ بیگم ایسا نہ ہو کہ میاں کے سامنے تمہاری نگاہ نیچی ہو جائے قسیم میاں کو میری طرف سے بہت بہت دعا کہدینا۔

دعاگو تمہاری پھوپھی

ڈاک قسیم کے ہاتھ میں آتے ہی اس نے پھوپھی کا خط پڑھا۔ خط کیا گذری ہوئی داستان کا پورا بیان اور آئندہ کی

سچی پیشگوئی تھی۔ ہر حرف کلیجہ میں گڑا اور دل میں کہبا
ابی بھونڈی اور بھدی تصویر الگ دکھائی دی۔ اس پر
پھوپھی کی شفقت اور یہ گرانمایہ نصیحت کچھ ایسا جادو تھا
کہ چیخیں مار کر رونے لگا۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ مجھ سے
زیادہ ظالم مجھ سے بڑھ کر دغاباز کون ہوگا۔ جس نے ایسی
بیوی کو خون کے آنسو رلوائے۔ پھوپھی نے جس وقت کی
طرف اشارہ کیا تھا وہ فوراً ہی آنکھوں کے سامنے آگیا
بیتاب ہو کر خط لئے ہوئے اندر گیا۔ دیکھا تو بیوی کچہری کے
لئے انڈے تل رہی ہے۔ یہ اور بھی زبردست چرکا تھا۔
صورت نظر پڑتے ہی پچھلی تمام باتیں یاد آگئیں اور ساتھ
ہی خیال آیا کہ اس سختی پر بھی بیوی نے کبھی آدھی بات من
سے نہیں نکالی۔ نسیمہ نے آکر انڈے اور روغنی روٹی، باندی
پان بنا کر میان کے سامنے رکھا۔ دل امنڈ رہا تھا دیوانہ
وار اس کے پاؤں پر گرا۔ اور کہا:۔

"بیگم میرا قصور معاف کردو"

شوہر کے دفعتہً اس طرح خلاف عادت پاؤں پر گرنے
سے نسیمہ سہم گئی۔ پہلے تو وہ کچھ سمجھی ہی نہیں۔ مگر اس کو
روتا دیکھ ضبط نہ ہو سکا اپنی آنکھوں سے بھی آنسو جاری
ہو گئے۔ سر اٹھا کر ہاتھ بس لیا اور اس کے قدموں کو ہاتھ
لگا کر کہا کہ:۔

"یہ کام تو میرا ہے۔ تمہارا نہیں"

تم آقا میں لونڈی۔ تم حاکم میں محکوم۔ تم سرتاج ہو
میں چیری ہوں۔ تم مالک ہو میں باندی ہوں۔ مجھ کو گنہگار
نہ کرو۔ سچ کہتی ہوں میں ابتک پوری طرح نہ سمجھی کہ کیا
معاملہ ہے۔ لیکن تم نے میرے پاؤں پر سر رکھکر میری گردن
پر ایک بدنما دھبہ لگا دیا۔ خدا شاہد ہے میں بیخبر تھی۔
ورنہ میں اس پر قربان ہونیوالی ہوں۔ خدا اس کو ہمیشہ
بلند رکھے۔ اس سر سے میری عزت اور اس زندگی
سے میری وقعت ہے۔ تمہارے در پر میری پالکی آئی
اور کھڑی جائیگی۔ جیوں تو تمہاری اطاعت میں مروں
تو تمہاری خدمت میں۔ آرزو ہے کہ تمہارے ساتھ عزت
و آبرو سے زندگی بسر ہو۔ اور ارمان ہے کہ تمہارے ہاتھ
سے پیوند خاک ہوں۔ باپ دادا کا سایہ میرے سر سے
اٹھ چکا ہے۔ بھائی کوئی موجود نہیں۔ سچے وارث حقیقی
مالک تم ہو زندہ لائے ہو مردہ بھیجدینا۔ میری زندگی
کی مراد میرے دل کا ارمان اگر ہے تو اتنا کہ بڑوں کی
اور بزرگوں کی آن میں فرق نہ آئے۔ جس ہاتھ سے ہاتھ
پکڑا ہے اسی ہاتھ سے سپرد خاک کر دینا۔ الحمد بس۔
باقی ہوس۔

قیم کی آنکھ بیوی کے سامنے ہوتی نہ تھی۔ وہ سرنگوں
تھا۔ بیوی کی تقریر سے ہچکی بندھ گئی۔ اس کا ہاتھ آنکھوں
سے لگایا اور کہا:۔

تم شریف ہو میں ذلیل۔ تم بیگم ہو میں نوکر۔ تم
انسان ہو میں پتھر۔ میں تم سے اور تمہارے معصوم لال
سے شرمندہ ہوں۔ میں نے تمہاری قدر نہ کی۔ مگر تمنے
اس پردیس میں وہ جوہر دکھایا جسکی چمک قیامت تک مٹنے
والی نہیں۔ مرنیوالی روحیں تمہاری زندگی پر فخر کرینگی
اور آنیوالی نسلیں تمہارا نام سر آنکھوں پر رکھیں گی۔ تم
انسان کی صورت میں فرشتہ اور نسیمہ کی صورت میں حور
ہو۔ تم نے ظلم سہے اور اف کی مصیبتیں جھیلیں اور
آہ نہ کی میں گنہگار ہوں شرمسار ہوں منہ نہیں کہ معذرت
کر سکوں۔ اور آنکھیں نہیں کہ رو سکوں۔ نسیمہ بیگم ہو یا
تم سے سبق سیکھیں گی بیٹیاں تمہارا نمونہ بنیں گی۔ تم
دنیا میں شاد آخرت میں بامراد ہوگی۔ زندگی تمہارے واسطے
چمن اور موت تمہارے واسطے دلہن ہوگی مگر آہ میں بدنصیب
دونوں جہاں سے گیا بیگم میرا ایمان مجھپر ملامت کر رہا ہے
میرا دل مجھ پر لعنت بھیج رہا ہے۔ نسیمہ بیگم اپنے کرم سے
اپنے رحم سے اپنا صدقہ اپنے باپ کی روح کا صدقہ
میرا قصور معاف کر دو۔

لالہ قیم کے کلام کی تصویر نسیمہ کے سامنے تھی۔ مگر
اس تقریر سے پتھر بھی موم ہو جاتا۔ ضبط نہ کر سکی اس کے
قدموں کیطرف جھکی اور کہا

"اچھا"

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آسمان کیطرف دونوں
میاں بیوی ہاتھ اوٹھا کر کھڑے ہوئے۔ اس وقت
نسیمہ نے اپنے آنسوؤں کو روکا اور کہا،،

مصیبتوں میں کام آنے والے معین بے کسوں کو مدد
دینے والے مددگار ہم دونوں شرمسار گنہگار بندے
تیرے حضور میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہماری زندگی گناہوں
سے بھری غلطیوں سے لتھڑی تیرے سامنے ہے سچے
دل سے اور اچھی نیت سے ہم توبہ کرتے ہیں قبول کر اور
توفیق دے کہ تادم واپس اپنے قول پر ثابت قدم رہیں

حضرت مسیح موعود کا ذکر گنتھ اور جنم ساکھی میں

کے ٹریکٹ کے متعلق اس وقت تک حسب ذیل درخواستیں وصول ہوئی ہیں۔

فتانی القوم شیخ ہاشم علی صاحب گرداور قانونگوئے ۸۰
منشی علی محمد صاحب نائب مدرس مڈل سکول سیدالہ ۴۰
ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب پٹیالہ ۶۰ سابقہ ۲۰ میزان ۲۰۰
اس وقت تک صرف ۲۰۰ کی درخواستیں پہونچی ہیں۔ حالانکہ
ایک روپیہ کی چالیس ٹریکٹ۔ اس سے بڑھکر اس قسط سالی
میں اور کیا رعایت ہو سکتی ہے۔ یہ محض اصلی لاگت ہے منافعہ
قطعاً کچھ نہیں ہزار سے کم ٹریکٹ کیا چھپوایا جائیگا
باقی جو ۸۰۰ رہے گا۔ اس کے نقصان کی برداشت
کے لئے مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ ایسا مفید ترین
ٹریکٹ چاہیئے تھا کہ لاکھوں کی تعداد میں سکھوں اور
نانک پنتھیوں میں بکثرت شایع کیا جاتا۔ کم از کم جب تک
ایک ہزار کی درخواستیں دفتر میں نہ پہونچ جائیں ہم ہرگز
مطبع میں ٹریکٹ چھپنے کے لئے بھیجنے کے لئے تیار نہیں
ہو سکتے۔ دوست اگر ایسا مفید ٹریکٹ جس میں سکھوں
کی مسلمہ کتب سے ہی حضرت مسیح موعود کی بعثت اور آمد
کی پیشگوئیاں ہیں بکثرت شایع ہوتے دیکھنا چاہتے
ہیں کثرت سے سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تقسیم کرنے
کا ثواب دارین حاصل کرنا چاہتے ہیں تو دست جلد ہو
جلد دفتر نور میں درخواستیں بھیجدیں۔

چمکار محمدی

یعنی سوانح عمری حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس کتاب کو حضرت
خلیفۃ المسیح اول نے بہت پسند فرمایا تھا اور مبلغ بیس روپیہ
نقد اسکی امداد کیلئے عطا فرمائے تھے۔ اب جناب حضرت

زمانہ میں ہے ثانی مدرس جنکا نہیں
خلیفۃ المسیح ثانی بھی تمام احمدی احباب کو اسکی خریداری کی تاکید

تریاق امراض نسوان

ظاہر ہے کہ اشتہارات ہمیشہ رنگین اور مبالغہ آمیز اور زمین و آسمان کے قلابے ملانیوالی عبارات کا التزام کیا جاتا ہے کبھی بھی حقیقت الامر کا اظہار مقصود نہیں ہوتا۔ اسلئے میں بفضلہ تعالیٰ اشتہاریوں کی عام شیوہ سے احتراز کرکے صرف حقیقت الامر کا اظہار کرتا ہوں کہ

(۱) جو مستورات اسقاط حمل کے مرض یا خطرہ میں مبتلا ہو یا

(۲) جنکے بچے ایک خاص مدت میں یا تشنج یا ام الصبیان یا ام القرنیہ (اٹھرا) سے ضایع ہو جاتے ہوں یا

(۳) یا جن کو ہمیشہ لڑکیوں کے پیدا ہونے اور لڑکوں سے محرومی کی شکایت ہو یا

(۴) جو مرض سیلان ابیض (لیکوریا) یعنی سفید پانی کی وجہ سے مریض ہو وہ بسم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اور اس کے فضل اور احسان کے امیدوار ہو کر مجھے تریاق امراض نسوان منگائیں جسکے سیکڑوں نہیں ہزاروں نہیں بفضلہ تعالیٰ ایک ذرہ بھر بھی شبہ نہیں۔ پہلی اور تیسری صورتوں میں نو ماہ اور دوسری صورت میں ایک سال اور چوتھی صورت میں ۳ ماہ دوائی کا استعمال کرنا پڑیگا ایک ماہ کی دوائی کی قیمت تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہے

پرچہ ترکیب استعمال ہر صورت میں ہمراہ دوائی ہوگا۔

المشتہر حکیم محمد رمان عباسی معالج خاندان نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ قادیان ضلع گورداسپور

لوگو آنکھیں بڑی نعمت ہیں

ہمنے کمال محنت شاقہ سے محض دوستوں کی خیر خواہی سے طب کی قلمی اور پورانی کتابوں سے آنکھوں کیلئے سرمہ تیار کیا ہے یہ سرمہ آنکھوں کی ہر ایک بیماری کیلئے مفید ہے۔

رہنمدہ حالا۔ پھولا۔ پرنالی سیتلا۔ سرخی۔ اور ابتداء موتیابند لگے غرضیکہ آنکھوں کی ہر ایک بیماری کیلئے نہایت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ۔ قاضی ذوالفقار علی صدیقی ماہتی دروازہ بٹالہ پنجاب۔

طیار کردہ حکمائے اہلی

آنکھوں جیسی نعمت عظمیٰ کو اشتہاری ادویات لکھ خراب نہ کیجئے

سرمہ سیاہ برائے استعمال روزانہ قیمت " ۸ ر

سرمہ سفید۔ پھولا جالا دہندہ وغبار کو دور کرتا ہے " ۸ ر

سرمہ نجات دکھتی آنکھوں کا جادو ایکدفعہ میں آرام ۸ ر

جوہر بصر لاعلاج پرانی آنکھوں کی بیماریوں کو دور کرنیکلئے معجزہ ہے۔ ناخنہ جالا پھولا جالا نزول الماء کو دور کرتا ہے قیمت عہ ر

سرمہ نایاب۔ جواہرات سے ہزارہا درجہ قیمتی ہے۔ ایک دفعہ کے استعمال کیجئے

قیمت ۸ ر

اکسیر معدہ۔ طب یونانی کا بیجوڑ۔ نمک سلیمانی یا اجوائن نہیں ہے قیمت ۸ ر

ہمارے کارخانہ کے تیار کردہ اوٹ وغیرہ کی فہرست منگا کر ملاحظہ فرمایئے

جوندامل کمپنی منٹگمری

نوٹ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری سنہ ۱۹۱۰ء کی خوبصورت تیار ہوئی ہے درس شریف لکھ پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھنے پر جنتری ہذا بلا قیمت و محصول ڈاک بھیجی جاتی ہے

وقت پر صلاح

جو دوست ہوتے ہیں وہ خطرے سے بچنے کے لئے وقت سے پہلے نیک صلاح دیتے ہیں۔

ہیضہ کی مجرب دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ صلاح ہے کہ ہیضہ گر ماگیا ہے اس سے بچنے کے لئے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیئے کہ ہیضہ ہونیکا خوف رہتا ہے اس کے بچنے کے لئے پہلے ہی ایک شیشی اصلی عرق کافور منگوا کر اپنے گھر میں ڈال رکھیں جس سے اپنی یا پروسیوں کی وقت پر حفاظت کر سکیں یہ اصلی عرق کافور عرصہ ۲۱ سال سے تمام ہندوستان میں جاری ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و

گھبکے کی مجرب دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مجرب دوا گھبکا حملہ اور بہت بڑا یا بہت دنوں کا ہو جاتی سے آرام نہیں ہوتا ہے مگر تھوڑی دیر تکا درد رہتا ہی علاج برابر کرنے سے چھوٹ جاتا ہے ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوا ایسی گھبکے کو آرام کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے جو ایک بار دوا تکا کر ایک اس میں صرف بہت کم ہے دوا ایک ہی اور ایک لگانیکی ملتی ہے۔ جو کہ دو ہفتہ کے لئے کافی ہوتی ہے۔

قیمت کہانیکی دوا ۱۲ ر لگانیکی دوا ہ محصول ڈاک ۵

طبی مشورہ

پہلا حصہ دوسرا ایڈیشن طبی دنیا میں زبان اردو اپنی شان کی سب سے پہلی مفید عام اور سستی کتاب

مختصر فہرست مضامین طبابت میں خطرناک تجارت بیماریوں اور دوا امراض کی ماہیت اور علاج قدرتی مصالحے ڈاکٹری ڈاکٹر ہانی ڈاکٹر غذا ڈاکٹری قدرتی ڈاکٹر طبیعی ڈاکٹر ورزش ڈاکٹر آگ ڈاکٹر آفتاب ڈاکٹر خیال ڈاکٹر اعتقاد ڈاکٹر توجہ یہ مجرب علاج بذریعہ قوۃ ارادی انسان نسخہ جات اور عام ادویات کے خواص۔ روزانہ ضروریات کی اشیاء کے دلچسپ معلومات انیون بھنگ تاڑ جاسلاجیت شراب کافور گوشت وغیرہ وغیرہ بخار دق ہضمی قبض پیچش کام دہ وبیضہ و حاملہ متفرق امراض پر دلچسپ مشورہ بعد علاج نوکی کرم کی تشریح اور طریق وغیرہ پر بیشمار مضامین درج ہیں قیمت فی جلد ۱۲ محصول ڈاک ۲ یعنی جلد بمعہ ڈاک محصول ۱۴ ر دوسرا ایڈیشن پہلے سے بہت تبدیل شدہ ہے

۱۱ خلق کو نقارہ خدا سمجھو

بہادر آف کپورتھلہ۔ یہ کتاب ہر پبلک کو ہر طرح مفید ہے۔

ڈاکٹر گوکل چند صاحب ایم۔ اے بیرسٹر ایٹ لا۔ لاہور۔ طبی مشورہ کا مطالعہ ہر شخص کیلئے بہت مفید ہے

نور قادیان۔ نہایت ہی مفید ہدایات درج ہیں۔

بدر قادیان نہایت ضروری مفید مشورے دیکر ملک کی بے انتہا خدمت کی ہے۔ یہ قیمتی مشورہ ہے۔

ہندوستان لاہور بیسویں صدی کے علم طب کا عطر کہنچہ یا ہے غرضیکہ نہایت ہی مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ آریہ گزٹ لاہور سناتن دھرم امرتسر۔ راجپوت گزٹ لاہور پرکاش۔ مفید ہدایات سے بھرپور ہے

KHILAFAT LIBRARY